رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

الفضل

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔
(الہام حضرت مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

فہرست مضامین

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا (الہام حضرت مسیح موعود)

جلد ۳ | ۱۹ اگست ۱۹۱۵ء | سہ شنبہ | مطابق ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت کے ناساز ہونے کی وجہ سے خطبہ جمعہ ۱۵ اگست کو جناب حافظ روشن علی صاحب نے پڑھایا۔ حضور کی طبیعت اب اچھی ہے۔

گذشتہ پرچہ میں جناب سید محمد اسحٰق صاحب کے تبلیغی دورہ پر جانے کا اعلان ہو چکا ہے۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ وہ نہیں جاسکے ٭

امسال قادیان کی لوکل انجمن کی انتظامی کمیٹی کے ممبروں کا محلہ وار انتخاب اہل محلہ کی رائے سے ہوا ہے۔ جن کا فرض ہوگا کہ اپنے محلے کے لوگوں کو ضرورت کے وقت مدد دیں اور ان کی تکالیف دور کرنے کی کوشش کریں ٭

الموعظۃ الحسنۃ

سائل سے کیا سلوک کرنا چاہیئے

یہ ضروری ہے کہ انسان ہر وقت اس تاک اور فکر میں لگا رہے کہ کس راہ سے دوسرے کو فائدہ پہونچا سکتا ہے بعض آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ سائل کو دیکھ کر چڑ جاتے ہیں۔ اور اگر کچھ مولویت کی رگ ہو تو اس کو بجائے کچھ دینے کے سوال کے مسائل سمجھانے شروع کر دیتے ہیں۔ اور اس پر اپنی مولویت کا رُعب بٹھا کر بعض اوقات سخت سُست بھی کہہ بیٹھتے ہیں۔ افسوس ان لوگوں کو عقل نہیں۔ اور سوچنے کا مادہ نہیں رکھتے۔ جو ایک نیک دل اور سلیم الفطرت انسان کو ملتا ہے۔ اتنا نہیں سوچتے کہ سائل اگر باوجود صحت کے سوال کرتا ہے تو وہ خود گناہ کرتا ہے۔ اس کو کچھ دینے میں تو گناہ لازم نہیں آتا بلکہ حدیث شریف میں لو اتاک راکبا کے الفاظ آئے ہیں۔ یعنی خواہ سائل سوار ہو کر بھی آوے تو بھی کچھ دیدینا چاہیئے اور قرآن شریف میں واما السائل فلا تنھر کا ارشاد آیا ہے کہ سائل کو مت جھڑکو۔ اسمیں یہ کوئی صراحت نہیں کیگئی کہ فلاں قسم کے سائل کو مت جھڑک اور فلاں قسم کے سائل کو جھڑک۔ پس یاد رکھو کہ سائل کو

نہ جھڑکو۔ کیونکہ اس سے ایک قسم کی بد اخلاقی کا بیج بویا جاتا ہے۔ اخلاق یہی چاہتا ہے کہ سائل پر جلدی ناراض نہ ہو۔ یہ شیطان کی خواہش ہے۔ کہ وہ اس طریق سے تم کو نیکی سے محروم رکھے۔ اور بدی کا وارث بنا دے غور کرو کہ ایک نیکی کرنے سے دوسری نیکی پیدا ہوتی ہے۔ اور اسی طرح پر ایک بدی دوسری بدی کا موجب ہو جاتی ہے۔ جیسے ایک چیز دوسرے کو جذب کرتی ہے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ نے یہ تجاذب کا مسئلہ ہر فعل میں رکھا ہوا ہے۔ پس جب سائل سے نرمی کے ساتھ پیش آئے گا۔ اور اس طرح پر اخلاقی صدقہ دیدیگا۔ تو قبض دور ہو کر دوسری نیکی بھی کر لے گا۔ اور اس کو کچھ دے بھی دیگا۔ اخلاق دوسری نیکیوں کی کلید ہے۔ جو لوگ اخلاق کی اصلاح نہیں کرتے۔ وہ رفتہ رفتہ بے خیر ہو جاتے ہیں۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دُنیا میں ہر ایک چیز کام آتی ہے۔ زہر اور نجاست بھی کام آتی ہے۔ اسٹرکنیا بھی کام آتا ہے اعصاب پر اپنا اثر ڈالتا ہے۔ مگر انسان جو اخلاق فاضلہ کو حاصل کر کے نفع رساں ہستی نہیں بنتا۔ ایسا ہو جاتا ہے۔ کہ وہ کسی بھی کام نہیں آسکتا۔ مردار حیوان سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی تو کھال اور ہڈیاں بھی کام آ جاتی ہیں۔ اس کی تو کھال بھی کام نہیں آتی۔ اور یہی وہ مقام ہوتا ہے۔ جہاں انسان بل ھم اضل کا مصداق ہو جاتا ہے۔"

الحکم ۹ر جولائی ۱۹۰۸ء } حضرت مسیح موعود

قول حضرت مسیح موعودؑ

"خدا نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے اور اس پر ہمارا ایمان ہے وہ وعدہ واللّٰہ یعصمک من الناس کا ہے پس اے کوئی مخالف آزمالے اور آگ جلا کر ہمیں اسمیں ڈالدے۔ آگ ہرگز ہم پر کام نہ کریگی اور وہ ضرور ہمیں اپنے وعدے کے مطابق بچالیگا" (البدر نمبر ۱۱ جلد ۳ صفحہ ۳)

اخبار احمدیہ

احمدیہ ہوسٹل لاہور

بعض طلباء کی طرف سے خطوط کے ذریعہ سے دریافت کیا گیا ہے۔ کہ ہوسٹل کا انتظام کس جگہ کیا گیا ہے اس لئے تمام طلباء کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ ہوسٹل کیلئے ڈاکٹر گورانداتامل کی کوٹھی نمبر ۲۰ واقعہ شاہ ابو المعالی روڈ کرایہ پر لی گئی ہے۔ یہ وہی کوٹھی ہے جسمیں مسلم ہوسٹل تھا۔ طلباء کو چاہیئے کہ وہ سیدھے ہوسٹل میں آکر تکلیف نہ کریں۔ اور اپنے آنے کی اطلاع قبل از وقت راقم کے پاس بھیجدیں۔ تا کہ ان کے لئے جگہ رکھ لی جاوے۔ یہ کوٹھی قریباً تمام کالجوں کے وسط میں واقعہ ہے۔ اس لئے تمام طلباء کو ہوسٹل میں ٹھیرنا چاہیئے۔ علی الخصوص میڈیکل کالج کے طلباء جو گذشتہ سال ہوسٹل کی دوری کی وجہ سے میڈیکل ہوسٹل میں چلے گئے تھے۔ ان کو اس سال ضرور احمدیہ ہوسٹل میں ٹھیرنا چاہیئے۔ اور کوشش کرنی چاہیئے کہ تمام احمدی طلباء یکجا ہو کر رہیں۔

خاکسار سید دلاور شاہ سپرنٹنڈنٹ احمدیہ ہوسٹل کوچہ چابک سواران - لاہور

جناب مفتی صاحب کا تازہ خط

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عاجز کی آنکھیں بدستور علیل ہیں۔ اور اب مشورہ دیا گیا ہے کہ ایک دو ماہ کے واسطے لکھنے پڑھنے کا کام بالکل بند کیا جائے۔ اسواسطے خطوں کا جواب وغیرہ لکھنے میں معذوری ہے۔ اور رپورٹ میں بھی نہیں لکھی جا سکتی امید ہے کہ احباب کرام معاف فرمائیں گے۔ اور خاص دعاؤں کے ساتھ مدد کرینگے۔ برادرم قاضی عبداللہ صاحب تاحال کنارہ سمندر پر ہیں۔ پہلے سے بہت اچھے ہیں۔ لیکن ہنوز کمزور ہیں۔ تاہم کچھ کام بھی کرتے ہیں۔ اور انہیں قادیان سے خط آچکا ہے کہ واپسی کے واسطے طیاری کریں۔ ... ...

... دو خواتین جو پہلے دوگنگ میں مسلمان ہوئی تھیں۔ سلسلہ حقہ میں داخل ہوئی ہیں۔

محمد صادق عفا اللہ عنہ

ریاست خیرپور سندھ میں تبلیغ

میر غلام حیدر خان صاحب مولوی عالم نے خیرپور سندھ سے اپنے ایک مباحثہ کی روئداد لکھ کر بھیجی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے وہ لکھتے ہیں۔ جب سے میں خیرپور میں آیا ہوں عزیز و اقارب سب میں یہ کوشش ہو رہی ہے کہ مجھے اپنا ہمخیال بنالیں۔ ایک دن بعض مخالفین ایک مولوی سعد اللہ صاحب کو جو یہاں کے مفتی ہیں لائے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ (حضرت) مرزا صاحب کا نبی ہونا تو بڑی بات ہے۔ انکو مسلمان ہی ثابت کیجئے کیونکہ ان کا عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔ میں نے کہا۔ حضرت مرزا صاحب کا کونسا عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔ کہنے لگے۔ قرآن شریف عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ قرار دیتا ہے۔ لیکن مرزا صاحب کہتے ہیں کہ وہ فوت ہو گئے۔ میں نے ان سے حضرت عیسیٰ کے زندہ ہونے کا قرآن سے ثبوت مانگا۔ تو آیت ان من اھل الکتاب اور ما قتلوہ وما صلبوہ پیش کی۔ لیکن جب میں نے مولوی صاحب کے پیش کردہ معنی پر جرح کی۔ اور صحیح مطلب بتایا۔ اور اس کے جواب کے لئے مولوی صاحب کو کہا تو وہ کوئی جواب نہ دے سکے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ ان کو اقرار کرنا پڑا کہ بے شک قرآن شریف سے یہ ثابت نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر ہیں۔ تب میں نے کہا کہ مولوی صاحب حضرت مرزا صاحب کا ایمان تو قرآن کریم سے ثابت ہو گیا۔ اب آپ اپنے ایمان کی فکر کیجئے۔ جو لوگ ان کو لائے تھے۔ ان پر اپنی کمزوری واضح ہو گئی

احباب ہوشیار رہیں

شیخ عباد اللہ صاحب مختار عدالت ہائے دہوری اطلاع دیتے ہیں۔ ایک عرب جو اپنا نام شریف احمد بتاتا اور ظاہر کرتا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معتقد ہے۔ اس طرح روپیہ کا طالب ہوتا ہے۔ احباب اس سے خبردار اور ہوشیار رہیں۔

(ضمیمہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
الفضل
قادیان دارالامان - ۱۹ - اگست ۱۹۱۹ء

حضرت مسیح موعودؑ کی اصل شان

کیا حضرت مسیح موعود ہر دینی امر میں حکم نہیں؟

غیر مبایعین کی بیہودہ سرائی کا جواب

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مغفور کی زبان سے

گذشتہ سال کی بات ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کا ایک خط پیغام میں شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عقیدہ کے خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو باباپ لکھا تھا اور اس بات پر بڑا زور دیا تھا۔ کہ قرآن شریف سے حضرت عیسیٰ کے بے باپ پیدا ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اس کے متعلق جب ہم نے حضرت مسیح موعود کے صریح حوالجات پیش کئے۔ اور بتایا کہ آپکے نزدیک قرآن سے حضرت مسیح کا بے باپ پیدا ہونا ثابت ہے اور آپ اس کو اپنا عقیدہ قرار دیتے۔ اور اس کے خلاف کہنے والے کو دہریہ اور نیچری سمجھتے ہیں تو بجائے اسکے کہ مولوی محمد علی صاحب اپنی غلطی کا اعتراف کر کے اپنے خیال کی اصلاح کر لیتے۔ پیغام صلح نے ان کی غلطی کی حمایت میں حضرت مسیح موعود کی ذات والا صفات پر ہی ہاتھ صاف کرتے ہوئے لکھدیا کہ :-

”ولادت مسیح کے مسئلہ پر جہانتک حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے پتہ چلتا ہے۔ آپکا یہ عقیدہ ضرور تھا کہ مسیح علیہ السلام بن باپ تھے لیکن قرآن کریم کی کسی آیت سے آپنے اسکو ثابت نہیں کیا۔ اور نہ ہی اسبارہ میں کوئی ایسا فیصلہ دیا کہ جسے حقیقتاً فیصلہ کہا جاسکے۔ کیونکہ یہ مسئلہ آپ کی راہ میں نہ تھا آپ مامور من اللہ تھے۔ حکم عدل لیکن نہ ان معنوں میں کہ آپکی ہر بات اسی طرح واجب التسلیم ہو جیسے کہ قرآن کریم کا حکم۔ یا نبی کریم کے ارشادات۔ آپکی حیثیت ایک اولی الامر کی تھی۔ جسکے متعلق قرآن کا صاف حکم ہے کہ فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول۔ آپکے بعد فہم قرآن بند نہیں ہو گیا۔ اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے اور جس بات میں آپ مامور نہیں تھے۔ اسمیں آپکے خیال سے اگر کوئی شخص اختلاف کرتا ہے تو ناجائز نہیں حکم عدل کے یہ معنی نہیں کہ ہر بات اور ہر ایک اسلامی مسئلہ میں آپ حکم عدل ہیں۔ اگر ایسا مانا جاوے تو پھر تو امن ہی اٹھ جاتا ہے۔“

(پیغام ۲۵ - ۱۲ مئی ۱۹۱۸ء)

مندرجہ بالا الفاظ سے حسب ذیل امور واضح ہوتے ہیں

(۱) پیغام اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ حضرت اقدس کا عقیدہ ابتدا سے انتہا تک ولادت مسیح کے متعلق یہی تھا کہ ان کی پیدائش بے پدر ہے۔

(۲) مگر چونکہ آپ کا یہ عقیدہ پیغام کے نزدیک قرآن سے ثابت نہیں اس لئے قابل پذیرائی نہیں۔

(۳) آپ بیشک حکم و عدل ہیں۔ مگر پیغام کے نزدیک آپکی ہر ایک بات واجب التسلیم نہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم اور احادیث کی ہر ایک بات واجب التسلیم ہے۔

(۴) آپ کی حیثیت پیغام کے نزدیک اولی الامر کی ہے۔ (جیسا کہ دنیاوی حکام ہوتے ہیں۔ جن کے لئے مسلمان ہونا بھی شرط نہیں راقم) اور آپکے مذہبی مسائل میں آپکے متبعین کا اختلاف ہو سکتا ہے۔ اور جب اختلاف ہو یعنی ان کا کوئی ارشاد اپنے خیال میں غلط معلوم ہو۔ تو اسکو قرآن کریم اور احادیث کے روبرو پیش کرو۔ پھر اگر تمہاری سمجھ میں ان کا حکم تمہارے سمجھے ہوئے قرآن کے خلاف ہو۔ تو محض اپنی سمجھ کی بناء پر اس کو لغو ٹھہرا کر پرے پھینکدو

(۵) حضرت مسیح موعود بیشک حکم عدل ہیں۔ مگر پیغام کے نزدیک اسکے یہ معنی نہیں کہ ہر بات اور ہر اسلامی مسئلہ میں جو فیصلہ آپکا ہو۔ اسے تسلیم کیا جاوے۔ بلکہ صرف وفات مسیح کے متعلق آپ کا فیصلہ قابل تسلیم ہے۔

(۶) اگر آپ کو ہر ایک مسئلہ میں حکم مانا جائے تب تو (پیغامیوں کا) امن ہی اٹھ جائے۔

قبل اس کے کہ ہم مندرجہ بالا امور کے متعلق کچھ لکھیں منصف مزاج اصحاب سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ دیکھیں کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اس قسم کے الفاظ کسی احمدی کے قلم سے نکل سکتے ہیں افسوس ان لوگوں کی کیسی افسوسناک حالت ہو گئی ہے کہ جس انسان کے متبع ہونیکا دعوی کرتے ہیں۔ اسکی ذرا بھی وقعت اور عزت ان کے دل میں نہیں ہے۔

ذیل میں ہم پیغامیوں کے بیان کردہ امور پر کسی قدر روشنی ڈالتے ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں جبکہ پیغام تسلیم کرتا ہے کہ ”حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے پتہ چلتا ہے کہ آپکا یہ عقیدہ ضرور تھا کہ مسیح علیہ السلام بن باپ تھے“ . . . . . تو پھر کیوں حضور کے اس عقیدہ پر ایمان نہیں لاتا۔ اس کا سبب وہ یہ بتاتا ہے کہ حضور نے قرآن سے اپنے اس عقیدہ کا کوئی ثبوت نہیں دیا۔ ہم پوچھتے ہیں کیا تمہارے نزدیک حضرت مسیح موعود قرآن جانتے تھے یا نہیں اگر نہیں جانتے تھے تو پھر تم انہیں مسیح موعود کس منہ سے مانتے ہیں۔ اور اگر جانتے تھے تو کیا انہوں نے بغیر کسی ثبوت اور دلیل کے ہی اس عقیدے کی پابندی اختیار کر لی تھی۔

پھر کہا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے رستہ میں یہ مسئلہ نہیں آیا۔ اسلئے آپنے اسکو صاف نہیں کیا۔ ہم کہتے ہیں یہ تمہاری اور بے ہودگی ہے اگر رستہ میں نہیں آیا تھا۔ تو یونہی آپنے اس کے متعلق ”من عقائدنا“ ”من عقائدنا“

لکھا اور شائع کیا ہے۔ سب سے حیرت انگیز یہ بات کہی گئی ہے کہ مسیح موعود حکم و عدل تو ہیں۔ لیکن ایسے نہیں کہ آپ کی ہر ایک بات قرآن و حدیث کی طرح مانی جاوے۔ ہم کہتے ہیں کہ تمہیں یہ درجہ کہاں سے حاصل ہو گیا کہ تم مسیح موعود کے حکم ہونے کے لئے حدود مقرر کرو۔ پھر تمہیں کس نے حکم بنایا ہے کہ تم مسیح موعود کے احکامات کو بھی رد کر سکتے ہو۔ وہ تو خدا کے نطق سے بولتے خدا کی روح سے کلام کرتے ہے۔ اور خدا نے آپ کو حکم عدل ٹھہرایا ہے کسی انسان کو ہرگز حق حاصل نہیں ہے کہ آپ کے کسی فیصلہ کو رد کرے۔ پھر ایک ایسے انسان کو تو شرم و ندامت سے ڈوب مرنا چاہیئے۔ جو ایک طرف تو آپ کا متبع ہونے کا مدعی ہو۔ اور دوسری طرف یہ کہے کہ آپ کا ہر ایک فیصلہ ماننے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ آپ سے اختلاف رکھا جا سکتا ہے باقی رہا یہ کہ آپ سے اختلاف کر کے قرآن سے فیصلہ کرایا جائے۔ اس کے متعلق ہم کہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں تم قرآن کو سمجھ ہی کیا سکتے ہو۔ تمہارا علم کیا اور تمہارا فہم قرآن کیا۔ حضرت اقدس خدا کے دئے ہوئے علم اور خدا کی دی ہوئی بصیرت اور اسی کے عطا کئے ہوئے نور سے دیکھتے تھے۔ اس لئے قرآن کریم کا وہی مطلب درست ہے۔ جو آپ سمجھے اور جس کے مطابق آپ نے اپنا عقیدہ رکھا۔ اسکے خلاف کہنے والا سخت جاہل اور نادان ہے۔

پھر کہا گیا ہے کہ مسیح موعود کی حیثیت ایک اولی الامر کی ہے۔ افسوس یہ کہتے ہوئے اس بات کا ذرا خیال نہیں کیا گیا کہ اولی الامر خدا کے منکر۔ مشرک و ضال مضل بھی ہو سکتے ہیں اور ہوتے ہیں اور ہیں۔ لیکن کیا خدا کا مسیح مہدی اور امام بھی ایسا ہو سکتا ہے۔ ساء ما یحکمون۔

ایک بات یہ کہی گئی ہے کہ حضرت مسیح موعود کے بعد فہم قرآن بند نہیں۔ ہم بھی مانتے ہیں کہ فہم قرآن آپ کے بعد بند نہیں۔ لیکن اسکے یہ معنے نہیں کہ کوئی تمہارے ایسا من چلا علوم قرآن سے جاہل فہم قرآن کی آڑ میں بے ایمانی کی تعلیم دے۔ فہم قرآن ہو گا۔ مگر کوئی ایسا مسئلہ نہیں نکالا جا سکتا۔ جو آپ کے عقائد کے خلاف ہو۔ جسکو خدا تعالیٰ کی طرف سے فہم قرآن دیا جائے گا۔ وہ جو کچھ کہیگا۔ حضرت مسیح موعود کی تائید میں ہی ہو گا۔ اور جو آپ کے خلاف کہیگا۔ اس کے فہم کا سرچشمہ رحمن نہیں۔ بلکہ شیطان ہو گا۔ کیونکہ حقیقی نور پانے کے لئے مسیح موعود ایک دروازہ ہے جو اس میں سے داخل نہیں ہو گا۔ وہ صحیح علوم سے محروم رکھا جائے گا۔

اخیر میں کہا گیا ہے کہ اگر ہر مسئلہ میں مسیح موعود کو حکم مانا جائے۔ تو امن اُٹھ جائے۔ یہ الفاظ حد درجہ کی کورباطنی اور حضرت مسیح موعود سے بے تعلقی کو ظاہر کر رہے ہیں۔ کیا حضرت مسیح موعود کے فیصلے قرآن کریم کے خلاف ہیں کہ ان کے ماننے کی وجہ سے امن اُٹھ جائے گا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی حقیقت ہی آپ نے آکر ظاہر کی ہے۔ اور آپ دین میں حقیقی امن قائم کرنے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ اور اسی لئے آپ کو امن کا شہزادہ کہا گیا ہے۔ تو پھر تم کس منہ سے کہتے ہو کہ آپ کو حکم ماننے سے امن اُٹھ جائے گا۔

پیام کے ان بیانات پر حضرت اقدس کا یہ مصرعہ عین صادق آتا ہے ع

"ایماں کی بو نہیں تیرے ایسے جواب میں"

پیام نے حضرت مسیح موعود کی شان کے متعلق جو بیہودہ سرائی کی۔ اس پر روشنی ڈالنے کے بعد ہم چاہتے ہیں کہ آپ کی اصل شان اور حقیقت کو بیان کرنے کے لئے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم و مغفور کے ایک خطبہ جمعہ کے اقتباسات درج کریں۔ یہ خطبہ جناب مغفور نے ایک ایسے ہی موقعہ پر پڑھا تھا۔ جبکہ ایک شخص نے جو مولوی تھا۔ اور اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود کی جماعت کی طرف منسوب کرتا تھا۔ ظاہر کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود ہر ایک بات میں حکم نہیں ہیں۔ اول تو یہ خطبہ ہی ایک ایسے انسان کا ہے جو اپنے تقویٰ و طہارت کے لحاظ سے جماعت احمدیہ میں خاص شان رکھتا ہے۔ اور جس کی فضیلت اور بزرگی کے غیر مبایعین بھی معترف ہیں۔ لیکن اس لحاظ سے یہ بہت ہی زیادہ اہمیت اور وقعت رکھتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں اور آپ کے روبرو پڑھا گیا۔ علاوہ ازیں خطبہ کے اخیر میں حضور سے حضرت خطیب نے حسب ذیل درخواست کی کہ:۔

"میں اسوقت حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر میں غلو کر رہا ہوں۔ اور میری زبان حق کے بیان کرنے میں کجی اور ناانصافی کی طرف جا رہی ہے۔ تو میرے بیان کی اسوقت اصلاح کر دیں اور سامعین خطبہ پر اسوقت کھول دیں کہ میں نے غلط بیان کیا ہے مگر میں خدا کے فضل سے بصیرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں حق بیان کر رہا ہوں۔ میری روح امام کے علوم کی مے سے سرشار ہو کر یہ پاک ندیاں بہا رہی ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ میں اسوقت خود حضرت امام علیہ السلام کی زبان ہوں"

پھر اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اس خطبہ پر حضرت مسیح موعود کی اپنی تصدیق موجود ہے۔ چنانچہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جمعہ کی نماز کے بعد حضرت مسیح موعود کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور خطبہ کے متعلق پوچھا تو حضور نے فرمایا:۔

"یہ بالکل میرا مذہب ہے۔ جو آپ نے بیان کیا"

اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ "یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ معارف الٰہیہ کے بیان میں بلند چٹان پر قائم ہو گئے ہیں"

اس خطبہ میں مولانا نے جماعت کو مخاطب کر کے ایمان بالرسل کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے ارشاد کیا کہ:۔

"اب میں اصل بات کی طرف آتا ہوں۔ میری اصل غرض یہ ہے کہ ہماری جماعت کو حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر بھی ویسا ہی ایمان رکھنا چاہیئے۔ جیسے کہ قرآن کریم کی اس آیت (فلا و ربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم راقم) شریفہ کا مفہوم ہے۔ جو میں بیان کر چکا ہوں۔ اگر اس ایمان میں کچھ بھی کسر رہ جائیگی۔ اور دل کے کسی کونے میں کوئی تردد اور وسوسہ رہ جائے گا۔ تو یاد رکھو کہ وہ انتہائی نفاق کے برص کا داغ ہو گا۔ جو یا تو اسی دنیا میں پھیل کر سارے قلب کے اندام پر محیط ہو جاویگا یا اس کا بدنتیجہ آخرت کی نابینائی ہو گی۔

اگر اس امر کے لئے کوئی اور ثبوت نہ بھی ہو جب بھی ماموروں و مرسل ہونا اس کے لئے کافی دلیل ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ یہی آیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک دفعہ الہام ہوئی جس سے خدا کا منشاء ہے جو ایمان نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر مطلوب ہے وہی یہاں بھی مطلوب ہے۔ میں اپنی فراست سے دیکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اس الہام میں بہت سی حکمتیں ودیعت کی ہیں۔ اور خاص غرض سے یہ اپنا کلام اپنے بندہ کے منہ میں ڈالا ہے۔ منجملہ ان کے ایک یہ بھی میری سمجھ میں آتی ہے کہ اس کے علم میں تھا کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے۔ جن کے قلوب میں ایسے عظیم الشان انسان کی نسبت وغدغے اور وسوسے پڑینگے۔ اور ان کے نزدیک ایسا ایمان اپنے اجتہاد اور علم اور عقل کی قربانی کرنی ہوگی“ پھر فرمایا:۔

”خدائے علیم حکیم نے یہ الہام اپنے بندہ پر نازل کیا کہ جب تک لوگ اپنے علم خشک کے انبار و نخو راکھ کر کے اور اپنے استنباطوں اور اجتہادوں اور دانشوں اور فہموں کو خیرباد کہکر ان سادہ اور پاک صحابیوں کی طرح آپ کے پیچھے نہ ہو لینگے۔ جب تک مومن ہی نہونگے۔ اور کبھی ان برکتوں کے وارث نہونگے جو ایسا ایمان رکھنے والے اصحاب کو ملیں۔ غور کرو۔ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کا مصداق جب مسیح کی جماعت کو ٹھیرایا گیا۔ تو صحابہ کا سا ایمان ان سے کیوں مطلوب نہوگا ضروری ہے کہ ہمارا ایمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقوال و اعمال و افعال کی نسبت ویسا ہی ہو۔ جیسا ہم پر فرض ڈالا گیا ہے کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر رکھیں“ پھر آگے چلکر فرمایا:۔

”بدقسمتی سے جو لوگ ہم میں حدیث اور تفسیریں پڑھ چکے ہیں۔ اور وہ جو اردو ترجموں کے ذریعہ کتابوں پر واقف ہو چکے ہیں۔ اور کم بختی سے وہ جو دہلی کے اس خشک الفاظ یاد کرا دینے والے مکتب میں۔ فہم میں۔ اجتہاد میں۔ استنباط میں۔ عملاً مستقل شارع اور رسول بن بیٹھے ہیں۔ انہیں سرخ موت کی برابر ہے۔ کہ کسی کی بات پر سر خم کریں“

اس کے بعد جو کچھ فرمایا۔ اس کو درج کرتے ہوئے کیا ہم امید رکھیں کہ پیغام صلح کے لائق ایڈیٹر اور ان کی انجمن کے صدر مولوی محمد علی وکیل بھی ان باتوں پر غور کر کے اپنی بدعقیدگی کو چھوڑنے کی کوشش کرینگے۔ فرمایا:۔

”میں نے دلی رنج اور افسوس کے ساتھ بعض خط پڑھے ہیں۔ جن سے ایک قابل افسوس تنازع کی خبر ملی ہے۔ جو ناواقف اور جلد باز اور ناتجربہ کار لوگوں کی طرف سے برپا ہوا ہے۔ بعض غلط کاروں نے ناواجب جوش کی تاب مقاومت نہ لاکر منہ سے کہدیا کہ ہم پابند نہیں کہ امام کی ساری باتوں کو مانیں۔ ہم خود دیکھ لینگے۔ اگر امام کی بات قرآن و حدیث کے موافق ہوگی تو ہم مان لینگے۔ ورنہ اسکی طرف التفات نہ کرینگے۔ میں خوب جانتا ہوں۔ جو بدقسمتی سے چار حرف پڑھ گئے ہیں۔ اور وہ خدا تعالےٰ کے مصفا آئینہ (مسیح موعود علیہ السلام راقم) کے حضور میں اتنی دیر بیٹھنے کی توفیق نہیں پا سکے۔ کہ ان کے علوم و فہم کی بد صورتی ان پر کھل جاتی۔ افسوس یہ سوء ادب ایسا ہے کہ اس کے سننے سے عرش الٰہی کانپ اٹھتا ہے کاش وہ حقیقت بیعت میں غور کرتے اور پھر سوچتے کہ انہوں نے باوجود بیع کے پھر اپنا بیچا کیا ہے یہ استکبار روا نانیت جو ایک ہی بربادی بخش سترع ہے۔ جس کا بیج ڈالنا اور گھر کے صندوق سے جلدی نکال ڈالنا ازبس ضروری تھا۔ یہ تو انہوں نے سنبھال اور اطلس کے غلافوں میں لپیٹ کر اپنے اپنے صندوقوں میں رکھ لی۔ پھر میں پوچھتا ہوں۔ انہوں نے بیعت کیا کی۔ وہ تو آخر کار اپنے اوپر ایمان لانیوالے نکلے! وہ حضرت حکم اللہ پر ایمان کیا لائے۔ وہ تو اس حکم کے بھی حکم بن بیٹھے۔ کیونکہ جب امام حکم کی طرف سے کوئی مسئلہ قرآن و حدیث سے استنباط ہو کر شائع ہوگا۔ تو اس کے بعد ان کی ڈیوٹی ہوگی کہ وہ اپنے علم اور اجتہاد کی قوتوں کو جو شاید کہیں کہیں چلی گئی ہوں۔ جمع کریں اور خوب غور کریں کہ امام صاحب کا یہ استنباط صحیح ہے یا واہی ہے۔ پھر اگر ان کی استنباط و اجتہاد کی میزان میں پورا اترا تو قبول ورنہ مردود۔ اللہ اکبر۔ سوچو اور خدا کے لئے غور کرو۔ یہ کتنا بڑا بول ہے کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔ خدا تعالیٰ کا موعود حکم اسی لئے تو آیا اور ایسے وقت میں آیا کہ تمہارے مغز خدا کی باتوں کے سمجھنے کے لائق نہ رہے تھے اور تمہیں ہر نیک بات کے سمجھنے میں ٹھوکریں لگنی شروع ہو گئی تھیں۔

ورنہ لفظ حکم کی اور حقیقت کیا ہے۔ جب اس
کے آنے پر بھی وہی سردردی ہیں رہی کہ ہمارے
اجتہاد اور استنباط کی مشینیں بھی ویسی ہی دن رات
چلتی رہیں بلکہ پہلے سے بھی زیادہ اس لئے کہ
حضرت امام کے منہ سے آئے دن ایک نئی
بات اور اچھوتی بات نکلتی ہے جو بظاہر قرآن
وحدیث کے خلاف معلوم ہوتی ہے اور درحقیقت
ایک نازک اور دقیق استنباط ہوتا ہے اور یہ ایک
مصیبت پڑ گئی کہ ہم اپنی اپنی جگہ اسکو پرکھتے
ہیں کہ آیا امام کا یہ استنباط صحیح ہے یا نادرست
اور تحریف اور تسویل ہے تو بتاؤ کہ ہم تو اس امام
حکم کے آنے پر وبال اور نکال میں پڑ گئے ہمارا
کام تو اتنا بڑھ گیا کہ خدا کی پناہ۔ یہ ہمارے لئے رحمت اور
فضل کیا آیا ہم پر تو زحمت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ یہی باتیں تو وہ
کہتے ہیں جو اس نور سے مستفیض نہ ہو سکے وہ
بھی تو یہی کہتے ہیں اور اپنے تئیں اس کہنے میں حق
پر سمجھتے ہیں کہ ہم اس شخص (مسیح موعودؑ) کی باتوں
کو کیونکر قبول کریں جب تک قرآن وحدیث کے
موافق نہ پائیں۔ اور درحقیقت یہ وہی شبہ
ہے جو یہودیوں اور نصرانیوں نے ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیا۔ وہ بھی
یہی کہتے تھے توریت اور انجیل کے نصوص
کے برخلاف اس شخص کا وجود اور اعمال ہیں پھر
ہم اسے کیونکر قبول کریں۔

مامور اور مرسل کی حقیقت پر ان لوگوں
کو کبھی غور کرنی نصیب نہیں ہوتی۔ نادانو اگر
تمہارے عقول اور فہم اور تجربوں پر مامور و مرسل
کے انتخاب کی بنا ہو تو وہ خدا کا مرسل اور موعود
کیوں ہو۔ تم تو نصوص الٰہیہ کے فہم کے لحاظ سے
غلطیوں میں پڑ چکے اور ناپاک اور مزخرف اعتقادوں
پر جمے ہوئے ہو۔ جب وہ مامور موعود آتا ہے
اور تمہاری انہی غلطیوں اور نصوص الٰہیہ میں
بیجا دست اندازیوں کا تو وہ حکم بنکر آتا ہے
پھر تمہاری بات کیونکر اس وقت چلے۔ وہ خدائے
حکیم وعلیم کا سکھایا ہوا۔ اس کے قوٰی ازلاً
ان کاموں کے سزاوار جن کے پورا کرنے کو
وہ آتا ہے۔ وہ منور۔ وہ آسمانی نشانوں سے
اپنے دعووں پر تائید یافتہ وہ تبلیغ اور استنباط
میں ملائکہ الٰہی کے حفظ کے قلعہ میں جاگزین۔
تم گرے ہوئے۔ پست ہمت۔ اور شہوات
کے تاریک کنوئیں میں سرنگوں بیٹھے ہوئے
تنکے کی طرح جھونکوں کے ساتھ ہر طرف کو
جھکنے جانیوالے۔ تمہاری کیا بساط اور کیا
زہرہ ہے کہ تم اس کے حکم بنو اور اس کا کلام
اور کام جب تک تمہارے علم اور فہم کے
موافق نہ ہو درست ہی نہ ہو۔"

اس خطبہ جمعہ کو ختم کرنے سے قبل حضرت مولٰنا مرحوم
نے اپنے دردِ دل کا اظہار اس طرح فرمایا۔

"آہ۔ اس وقت مجھے کتنا درد ہے
کہ لوگ ہنوز اس خدائی نعمت سے کم واقف
ہوئے ہیں۔ آہ۔ اس فضل خداوندی کا کتنا
کفران کیا گیا ہے میرا دل درد میں اور میری
روح جوش میں ہے کہ میں کہاں سے وہ الفاظ
لاؤں جو لوگوں کو یقین دلا سکوں کہ یہ وہی
نور ہے جو شروع میں کل نبیوں کی زبان سے
اور آخر میں خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی زبان مبارک سے وعدہ دیا گیا تھا۔ یہ یقیناً
وہی ہے جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے سلام بھیجا۔ اے میری قوم چھوڑ مکذبوں
اور متکبروں اور خدا اور سنن انبیاء سے
جاہل لوگوں کو۔ چھوڑ دے انہیں کہ انکا تکبر
اور ان کی بدزبانی اور کفران نعمت اور انکی
کورباطنی اپنا رنگ لاوے۔ تو اٹھ اور اسکی
قدر کر جو حق قدر کرنے کا ہے۔ تو اپنے
پاک ایمان اور قوی عرفان کے ساتھ اس کی
ذات پاک کی نسبت اپنے اقوال اور افعال
سے وہی نمونے دکھا جو صحابہؓ نے دکھائے
تو کہ تو ان تمام نعمتوں کی وارث ہو جو
انہیں ملیں۔
ناعاقبت اندیشوں جلد بازوں اور شکوک
کے ورطوں میں غوطہ کھانے والوں سے تیرا
کیا کام۔ تجھے وہ ایمان مبارک ہو جو حکیم کتاب
کی اس آیت نے حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی نسبت تقاضا فرمایا ہے۔"

(الحکم جلد ۴ نمبر ۳۳)

جس تفصیل اور وضاحت کے ساتھ ان اقتباسات
میں حضرت مسیح موعودؑ کی اصل شان اور آپ پر ایمان
لانے کی حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق
ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ ہر ایک سمجھدار
انسان اس سے معلوم کر سکتا ہے۔ کہ یہ مرض
جس نے اب غیر مبایعین کو قعر ہلاکت میں ڈالدیا
ہے۔ اس کو ابتداء میں ہی حضرت مولوی عبد الکریم
صاحب مرحوم مغفور نے معلوم کر لیا تھا۔ اور جہاں ایک
طرف اس کے خطرناک نتائج سے آگاہ کیا تھا۔ وہاں
اس سے بچنے اور محفوظ رہنے کا طریق بھی بتادیا تھا لیکن
افسوس جن لوگوں کے دلوں میں یہ مرض پیدا ہو گیا
تھا۔ انہوں نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ اور آج اس کا
وہی نتیجہ نکلا۔ جو حضرت مولوی عبد الکریم صاحب
نے بیان فرمایا تھا۔

کیا کوئی دردمند دل رکھنے والا ہے۔ جو
غیر مبایعین کے موجودہ طرز عمل کا مقابلہ اس خطبہ سے
کرے۔ اور دیکھے۔ کہ وہ کہاں تک اس کے مطابق چل
رہے ہیں۔ اور ان کا ایمان حضرت مسیح موعودؑ پر ایسا ہی
ہے۔ جیسا کہ ہونا چاہیئے۔

فی الحال ہم نے اس خطبہ جمعہ سے بعض اقتباس
ہی پیش کئے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ نہایت اہم اور حقائق و
معارف سے پُر خطبہ ہے۔ اور چونکہ اس سے لوگوں کو
آگاہ کرنیکی ضرورت اسوقت کی نسبت اب بہت زیادہ ہے
جبکہ اسکو شائع کرتے ہوئے تاکید کی گئی تھی کہ
"کم از کم تین مرتبہ اسکو ضرور پڑھو۔ اور اگر ہمت نہیں
تو ہفتہ میں ایک بار ضرور پڑھ لیا کرو۔"
اس لئے کسی آئندہ پرچہ میں انشاء اللہ تمام و کمال شائع کر دینگے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ریویو

کتاب "البیان الکامل فی تحقیق الدق و السل"

مکرمی ڈاکٹر محمد عمر صاحب اسسٹنٹ سرجن و ماہر اکس ریز متعینہ کنگ جارج میڈیکل کالج لکھنو نے ایک کتاب "البیان الکامل فی تحقیق الدق و السل" لکھ کر شائع کی ہے۔ اس کا ایک نسخہ انہوں نے مجھے بھی بھیجا ہے۔ اس کتاب کی تصنیف سے ان کی غرض ابناء وطن کو سل اور دق کے خطرناک اثرات سے بچانا ہے۔ پیشتر اس کے کہ میں کتاب کے متعلق اپنی رائے ظاہر کروں۔ میں اس کے موضوع کے متعلق اتنا کہدینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ یہ موضوع نہایت اہم اور قابل توجہ ہے۔ ہمارے ملک میں اس مرض سے جسقدر مریض سل اور دق سے ہلاک ہوتے ہیں۔ شاید ہی کسی اور مرض سے ہلاک ہوتے ہوں بلکہ بہت سی دیگر بیماریاں جنمیں لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں ان کا شکار بھی بہت سے لوگ اس مرض کے مادہ کی موجودگی کے باعث ہوتے ہیں۔ سب سے زیادہ خطرناک یہ بات ہے۔ کہ یہ مرض سخت متعدی ہے۔ اور جس مکان میں ایک دفعہ اس کا مریض رہجاوے۔ سالہا سال کے بعد بھی اس مکان میں کوئی اور شخص آکر رہے تو اس مرض کے حملہ کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور اس کے جراثیم نہایت مشکل سے ہلاک ہوتے ہیں۔ پس اس مرض میں مبتلا انسان کے زہریلے اثر سے بچانے کے لئے جسقدر بھی کوشش کیجاوے کم ہے۔ اس کے زہریلے اثرات کی سختی شاید مثال سے اچھی طرح سمجھائی جا سکے۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ کو اس مرض کے متعلق خاص طور پر علم اور تجربہ حاصل تھا۔ اور آپ کے علاج سے بہت سے مایوس العلاج شفا پاتے تھے اس وجہ سے ہمیشہ ایک خاصی تعداد اس مرض کے گرفتاروں کی آپ کے پاس رہتی تھی۔ مگر چونکہ ہمارے ملک کے لوگ اس کے متعدی اثر اور اس کی احتیاطوں سے ناواقف ہیں۔ اور نہ بتلانے پر بھی اس کی اہمیت کو محسوس کرتے ہیں۔ یہ مریض عام طور پر گلیوں اور مکانوں میں بلغم پھینکتے رہتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ قادیان میں اسقدر مریض دق اور سل کے ملتے ہیں کہ شاید اس آبادی کے کسی اور گاؤں میں کہیں بھی نہ ملتے ہونگے حضرت خلیفہ اول رضؓ کی وفات پر چھ سال گذر چکے ہیں۔ مگر ابھی تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ اور یہ نتیجہ ہے اس بے احتیاطی کا جس سے اس مرض کے گرفتار کام لیتے رہے۔ وہ خود تو اچھے ہو گئے۔ یا فوت ہو گئے۔ مگر دوسرے لوگوں کے لئے ایک خطرناک زہر چھوڑ گئے۔ غرض علاوہ اس کے کہ یہ مرض نہایت خطرناک ہے اور کثرت سے پائی جاتی ہے۔ اس کا زہر بھی نہایت سخت اور متعدی ہوتا ہے۔ کتاب کے لکھنے سے ڈاکٹر صاحب نے اپنے ابناء جنس پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

خود کتاب کے متعلق اسقدر کہنا کافی ہوگا کہ دو سو صفحہ کی کتاب ہے۔ اور جہاں تک مجھے علم ہے اتنی بڑی ضخیم کتاب اس مرض کے متعلق اردو زبان میں اس سے پہلے نہیں لکھی گئی۔ لیکن کتاب کی صرف ضخامت کوئی چیز نہیں۔ خوبی یہ ہے کہ لائق مصنف نے تمام ضروری مضامین پر جن کا جاننا اس مرض کے علاج اور اس سے حفاظت کے لئے ضروری ہے۔ بحث کی ہے۔ اور خوب کی ہے۔ اور نئی سے نئی تحقیق کو اپنی کتاب میں داخل کیا ہے۔ جس کی وجہ سے عوام اور اطبا دونوں کے لئے یہ کتاب مفید ہے۔ دق کی تاریخ اس کے اسباب اس کی علامات اس کے شروع ہونے کا طریق۔ مرض کی ترقی کی رفتار اس کی عام طور پر پائی جانیوالی اقسام۔ اسمیں پیدا ہو جانیوالی پیچیدگیاں۔ اس کی تشخیص اس کا علاج۔ اور اس سے بچنے کے طریق غرض ہر ایک ضروری بحث پر پوری بسط سے بحث کی ہے۔ جس کے لئے عام پبلک کو مصنف کا ممنون ہونا چاہیئے۔ مگر میرے مذاق کے مطابق سب سے لطیف بات وہ ہے جس کی طرف مصنف کتاب نے دیباچہ میں توجہ دلائی ہے۔ اور وہ یہ کہ بیماریاں تو الٰہی ہی ہیں۔ مگر کثرت سے ان کی اشاعت اور ملک میں پھیل جانا کسی خاص روحانی مرض کا سبب ہوتا ہے۔ پس جسمانی معالجات کے ساتھ ساتھ لوگوں کو اس بات کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیئے۔ کہ وہ بار بار کس روحانی باعث کی وجہ سے یہ عذاب آ رہے ہیں اور ماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا کو یاد رکھنا چاہیئے۔ میں امید کرتا ہوں کہ خلق اللہ کی بہتری کو مدنظر رکھتے ہوئے صاحب مقدرت اصحاب اس کی اشاعت کی طرف پوری توجہ کرینگے۔ اور ڈاکٹر صاحب سے بھی امید ہے۔ کہ اسے زیادہ مفید بنانے کے لئے آئندہ اشاعت میں اس کا خیال رکھیں گے کہ اصطلاحات کی بجائے زیادہ عام فہم عبارت تحریر کی جاوے ؎

خاکسار مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح)

احباب کے فائدہ کی بات

وہ کون احمدی ہے؟

جس کے دل میں یہ تڑپ ہو کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبات سے متمتع ہو؟ پھر وہ کون احمدی ہے۔ جسکے کان اس بات کی طرف نہیں لگے رہتے کہ مختلف احمدی مشن کیا کام کر رہے ہیں۔ لنڈن میں کیا ہو رہا ہے ماریشس میں کیا۔ مالابار میں کیا۔ ہندوستان کے مختلف گوشوں میں مسیحائے اسلام کا نام پاک کس طرح پہنچایا جا رہا ہے کسقدر سعید روحوں نے پیغام توحید کو قبول کیا۔ پھر وہ کون احمدی ہے۔ جو احمدیت کی تائید اور مخالفین کی تردید میں بہترین مضامین سے اپنے معلومات کی وسعت اور معاندین اہل حق پر اتمام حجت نہ چاہتا ہو

بشارت ہو

کہ ان سب باتوں کا انتظام الفضل میں ہے۔ جو ہفتہ میں دو بار نہایت آب و تاب سے نکلتا ہے۔ کاغذ عنقریب ایسا عمدہ لگایا جائیگا کہ ۱۹۱۳ء سے پانچ گنا زیادہ

قیمت پر خریدا گیا ہے۔ لکھوائی چھپوائی ایسی گرانی
بکھرے ہوئے ہیں۔ باایں ہمہ قیمت چھ روپے سالانہ۔
کہا جاتا ہے کہ چھ روپے قیمت زیادہ ہے۔ میرے
دوستو! الفضل کی قیمت سالانہ چار روپے کر لینا آپ
کے اپنے اختیار میں ہے۔ الفضل کسی شخص واحد کی ملکیت
نہیں ہے کہ وہ نفع حاصل کرنے کی فکر میں ہے۔ آپ
ہی کا روپیہ ہے اور آپ ہی کا مال۔

اخبار کی اشاعت پانچ ہزار

کر دیجئے۔ الفضل صرف چار روپے سالانہ میں آپ کی خدمت
میں حاضر ہو سکیگا۔ آپ خود سوچ سکتے ہیں۔ اخبار چار سو
چھپے یا چار ہزار۔ ایڈیٹوریل سٹاف کا خرچ بھی یہی رہیگا
کاپی نویسی کا خرچ بھی یکساں رہیگا۔ مینیجنگ سٹاف میں
بھی کچھ تھوڑی ہی زیادتی ہوگی۔ البتہ چھپوائی اور کاغذ
کا خرچ صرف بڑھے گا۔ پس بعض دوسرے اخباروں
سے قیمت سالانہ کا مقابلہ کرتے ہوئے (گو ان سے ہماری
قیمت زیادہ نہیں) آپ ضرور یہ مدنظر رکھ لیا کریں کہ
ان اخباروں کی اشاعت الفضل سے چوگنی بلکہ بعض صورتوں
میں دس گنی ہے۔ پھر ان کے اخراجات کا اکثر حصہ اشتہاروں
سے نکل آتا ہے اور ہمارے اخبار میں بہت کم اشتہار چھپتے
ہیں۔ اور ہر قسم کا اشتہار ہم لے بھی نہیں سکتے۔ پھر یہ بھی
ہے کہ الفضل کی اشاعت اپنی جماعت کے اندر ہی محدود
ہے۔ پس بہت ضروری ہے۔ کہ آپ اس کی اشاعت
کم از کم اتنی کر دیں کہ کم قیمت کر دینے پر بھی یہ اپنا خرچ آپ برداشت
کر سکے۔ اس کے لئے کئی تجاویز ہو سکتی ہیں:۔
ایک تو یہ کہ ہر مقام پر ایک ہی اخبار نہ منگوایا جائے
بلکہ تمام اہل استطاعت علیحدہ علیحدہ اخبار منگوایا کریں
اور جو کم استطاعت ہیں وہ دو دو تین تین ملکر پرچہ خریدیں
دوم۔ جن کو خدا نے استطاعت دی ہے۔ وہ غمی
شادی کے موقعہ پر الفضل کو نہ بھولا کریں۔ بلکہ کسی اہل حاجت
طالب حق کے نام مفت اخبار جاری کرا دیا کریں۔ ضروری
نہیں کہ ایک سال ہی کے لئے ہو۔ بلکہ چھ مہینے۔
تین مہینے کے لئے بھی ہو سکتا ہے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے
تو جو کچھ بن پڑے۔ بھیج دیا۔ ہم اسے غریب فنڈ میں
جمع کر دینگے۔ اور جب رقم معتدبہ ہو جائیگی۔ تو کسی کے
نام اخبار جاری کر دیا کرینگے۔ ہمارے پاس اکثر درخواستیں
آتی رہتی ہیں۔ پچھلے دن ایک درخواست اس مضمون
کی آئی کہ باپ احمدی تھا۔ مگر اب احمدیت سے محروم ہے
اور بیٹا نادار ہے۔ وہ الفضل پڑھنا چاہتا ہے۔ میرا جی
بھر آیا۔ اور اگرچہ گنجائش نہ تھی۔ مگر اخبار فی الحال چند ماہ
کے لئے مفت جاری کر دیا۔ بعض طالب علم قرض حسنہ
چاہتے ہیں۔ یعنی ان کی درخواست یہ ہوتی ہے۔ کہ الفضل
ہمارے نام جاری رہے۔ ہم ملازم ہو کر سب قیمت ادا
کر دینگے۔ اب ہمارے پاس کوئی ایسا فنڈ نہیں کہ
جس سے ان کی مدد ہو سکے۔

سوم۔ یہ بھی امداد کا طریق ہے کہ آپ اپنے حلقہ احباب
میں بلا لحاظ مذہب تحریک کریں کیا آپ کا ایسا ایک بھی
دوست نہیں۔ جو آپ کے کہنے سے صرف تین ماہ کے
لئے اخبار جاری کرائے۔ پھر اس کے بعد الفضل آپ اپنی
سفارش کر لیگا۔

چہارم۔ آپ الفضل میں اپنے کاروبار کے اشتہار
چھپوائیے۔ ہمیں بھی فائدہ دیجئے۔ آپ بھی فائدہ اٹھائیے
پھر کئی دوست ایسے ہیں جو ہمیں اپنے اثر سے اشتہار عدالت
در ریلوے بھجوا سکتے ہیں۔

پنجم۔ آپ اپنے گردونواح کے حالات اور تبلیغی
مذاکرات و مناظرات و سوالات مع جوابات بھجوا کر
اخبار کو دلچسپ بنا سکتے ہیں۔ ہمارے اچھے اچھے اہل علم
احباب بیرونجات میں رہتے ہیں۔ مگر وہ کچھ لکھتے لکھاتے
نہیں۔ گویا وہ یہ سب کام صرف ایڈیٹر ہی کا سمجھتے ہیں۔

ششم۔ ایک عرض میں مدت سے کر رہا ہوں کہ الفضل
کی چھپوائی کا خرچ چھ روپے ماہوار محض اسلئے بڑھ گیا
ہے کہ اسکی اشاعت ایک سو کم ہے۔ یعنی پریس موجودہ
تعداد کی چھپوائی بھی وہی چارج کرتا ہے۔ جو اس کو
ایک سو زیادہ ہونے کی صورت میں کرتا۔ تو کیا آپ
صاحبان سے سو بھی ایسے اہل ہمت نہیں۔ جو ایک
ماہ کے اندر سو خریدار مہیا کر دیں۔ میں ایسے احباب
کا نام شکریہ کے ساتھ درج اخبار کراؤں گا۔

(مینیجر اخبار الفضل)

صیغہ امور عامہ کے اعلان

(۱)

انتظام بیکاران کا سلسلہ وسیع ہوتا جا رہا ہے۔ درخواستوں پر
درخواستیں آ رہی ہیں کہ ہمیں کسی کام پر لگاؤ یا ہماری ملازمت
کا بندوبست کرو۔ جسقدر درخواستیں پہنچ رہی ہیں اس
قدر ویکنسیز ہمارے پاس نہیں ہوتیں تا ان سب کو کام
پر لگایا جا سکے۔ ہماری جماعت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے
ہر ایک طبقہ کے لوگ موجود ہیں۔ یعنی بعض اچھے اچھے عہدوں
پر ہیں۔ اور بعض بڑے بڑے کارخانوں اور تجارتوں کے
مالک ہیں۔ انہیں اکثر ملازموں کی ضرورت بھی رہتی ہے۔
اگر ایسے لوگ جنہیں ملازموں کی ضرورت ہو۔ دفتر امور عامہ
کے ذریعہ ملازم رکھیں۔ تو اس میں دونوں طرح کا انہیں فائدہ
ہوگا۔

(۱) ایک تو انہیں احمدی بھائی ملازم مل جاویگا۔ جسپر وہ بہ نسبت
دوسروں کے ہر طرح کا اطمینان رکھ سکتے ہیں۔

(۲) دوسرے کسی بیکار بھائی کو کام پر لگانا ثواب بھی ہے۔
نیز بعض احمدی بھائی سرکاری صیغوں میں ملازم ہیں اور سرکاری
صیغوں میں اکثر ویکنسیز خالی ہوتی رہتی ہیں۔ اگر ایسے احمدی
بھائی ہمیں ان خالی پوسٹوں سے اطلاع دیتے رہیں تو ان
پوسٹوں کے لئے بیکار احمدیوں کے واسطے کوشش کیجا سکتی
ہے۔ انشاء اللہ

میں امید کرتا ہوں کہ میری اس تحریک پر پوری طرح توجہ کی
جاویگی۔ اور بیرونجات کے سکرٹری صاحبان کو چاہیئے کہ وہ
میری اس تحریک پر اچھی طرح عملدرآمد کریں اور کرائیں۔

(۲)

الفضل کے کسی گذشتہ پرچہ میں اعلان کیا گیا تھا کہ جو صاحب
رشتہ و ناطہ کے لئے خط و کتابت فرماویں۔ وہ ۸/ کے ٹکٹ
بھیجدیں تا ان کا نام درج رجسٹر ہو کر کوئی عملی کارروائی
ہو سکے۔

لیکن اس اعلان کے بعد بھی ہمارے احباب درخواست کے
ساتھ ۸/ کے ٹکٹ نہیں بھیجتے۔ جسکے لئے اس اعلان
کے ذریعہ مکرر توجہ دلاتا ہوں کہ وہ رشتہ و ناطہ کی درخواستوں

کے ساتھ ، ٹکٹ بھیجے ہیں اور جنہوں نے اب تک نہیں بھیجے وہ جلد بھیجدیں۔

دوم - رشتہ وناطہ کے متعلق اپنی درخواست میں مفصل حالات تحریر نہیں فرماتے جس کے لئے دفتر سے ان امور کے معلوم کرنے کے لئے خط وکتابت کرنی پڑتی ہے جس سے دفتر کا بہت کام بڑھ گیا ہے ۔ اس لئے رشتہ کے متعلق ہر ایک درخواست کنندہ کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ اپنی درخواست کے ساتھ مندرجہ ذیل نقشہ کی خانہ پری کرکے بھیجا کریں ۔

نقشہ درخواست رشتہ ناطہ - منجانب [illegible]	[illegible]	
	[illegible]	
	[illegible]	
	[illegible]	
	[illegible]	
	[illegible]	
	[illegible]	
	[illegible]	
	[illegible]	
	[illegible]	

مرزا بشیر احمد - ناظر امور عامہ (قادیان)

قابل توجہ موصیان

احباب اپنی وصیت کے حساب میں دفتر محاسب میں جو روپیہ بھیجتے ہیں ۔ اس کی اطلاع دفتر مقبرہ میں پہونچتی ہے تا ان کے حساب میں کتابوں میں درج کیا جاوے ۔ مگر چونکہ ایک نام کے کئی موصی ہوتے ہیں ۔ اس لئے اکثر اوقات وہ رقوم صحیح جگہ درج کرنے میں بہت دقت واقع ہوتی ہے ۔ اور وقت ضائع جاتا ہے اس لئے نہایت تاکید سے لکھا جاتا ہے کہ مہربانی فرماکر روپیہ بھیجتے وقت نام موصی - ولدیت - اصل سکونت - سکونت حال اور نمبر وصیت ضرور نوٹ کیا کریں تاکہ غلطی سے رقم کسی اور شخص کے حساب میں جمع نہ ہو جاوے - پھر بعض لوگ مستورات کے نام نہیں لکھتے ۔ اور صرف اہلیہ فلاں شخص تحریر فرماتے ہیں - حالانکہ وصیت کرتے وقت نام صحیح کرایا ہوتا ہے - اسطرح پر کھاتہ میں رقم درج کرنی محال ہے - پس مہربانی فرماکر نام لکھا جایا کرے - اور مستورات کا نام لکھنے میں ہرج نہیں ہے - کتب احادیث میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کے نام آئے ہیں - اگر نمبر وصیت معلوم نہ ہو - تو دفتر مقبرہ سے معلوم کیا جاوے یا اپنی وصیت کے سرٹیفکیٹوں سے دیکھ لیا جاوے -

سید محمد اسحٰق - افسر مقبرہ بہشتی -

کیا مولوی ثناء اللہ امرتسری جواب دینگے؟

مدت سے ہفتہ وار اخبار اہلحدیث امرتسر میں مولوی صاحب موصوف کی گوہر افشانیاں پڑھتا رہا - گاہ بگاہ اہلحدیث کانفرنسوں میں بھی شریک ہوکر بہت کچھ سنتا رہا ہے مولوی صاحب کا سب سے زیادہ زور اور ماحصل کلام یا مدعائے تقریر یہ ہوتا تھا کہ مرزائے قادیانی اور میرے درمیان جو فیصلہ صادق اور کاذب میں فرق کرنے والا تھا - اسکی رو سے میں زندہ ہوں اور ہوں بھی صادق - پس مرزا صاحب کون ہوئے ؟ کاذب - میں ایک غیر احمدی ہوں لیکن منصفانہ پہلو میں اس آخری فیصلہ پر روشنی ڈالنی چاہتا ہوں - میں نے مرقع قادیانی الہامات مرزا اور فاتح قادیان وغیرہ آپ کی مؤلفات مطالعہ کیں - ہر ایک کتاب میں آپنے آخری فیصلہ کا ذکر کیا ہے - لیکن افسوس سے کہتا ہوں کہ اصل بات آپ پیش نہیں کرتے - جو مجھے آپکے اخبار کے اس پرچہ سے معلوم ہوئی ہے - جو "مرقع ثنائی" کے نام سے حال میں شائع ہوا ہے - مرزا صاحب نے تو آپکے بیجا تعصب اور گالی گلوچ کو مدنظر رکھ کر یہ تجویز کہ :-

"مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ"

پیش کی - کہ اگر آپ اس کو قبول کریں تو فیصلہ ہو جاوے - لیکن آپنے اپنے اس پرچہ میں عجیب چالبازی سے کام لیا - اور لکھدیا کہ :-

"یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں - اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے"

یہ الفاظ تو آپ سناتے نہیں - تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جاوے کہ آپنے مرزا صاحب کے اس طریق فیصلہ کو منظور ہی نہیں کیا تھا - اور صرف مرزا صاحب کے دعائیہ الفاظ سنا کر نتیجہ مجلس پر چھوڑتے ہیں - کہ صاحبان آپ ہی غور فرماویں کہ صادق میں ہوں ثناء اللہ یا مرزائے قادیان - اور ہم دونوں میں سے کون اسوقت زندہ ہے - لوگ کیا جانیں - کہ معاملہ کیا ہے - کہدیتے ہیں - جو کچھ تم نے سنایا ہے - اس کے لحاظ سے آپ سچے ہیں - ہاں ہاں آپ سچے ہیں - مگر آپ جانتے ہیں کہ اگر فیصلہ کی تمام کی تمام عبارت لوگوں کو سنائی گئی تو میری قلعی کھل جائے گی - مولوی صاحب ! جب تک اس مقدمہ کو بعینہ لوگوں کے پیش نہ کروگے - لوگ صحیح نتیجہ تک ہرگز نہیں پہونچ سکتے - میں پوچھتا ہوں - مرزا صاحب کا پیش کردہ فیصلہ کا طریق تو آپنے منظور نہ کیا - پھر آج ان کے مرنے کے بعد آپ فاتح یا صادق کس طرح ہو گئے - کیوں آپ کے زندہ رہنے کی وہی وجہ نہ قرار دی جائے - جو آپ نے مرزا صاحب کے مقابلہ میں بایں الفاظ پیش کی تھی کہ :-

"خدا تعالےٰ جھوٹے - دغاباز - مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کرلیں"

یہ آپ کے اپنے قلم سے لکھے ہوئے الفاظ ہیں کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ان کی موجودگی میں خدا تعالےٰ کے آپ کو لمبی عمر دینے سے آپ کے حق پر ہونے کا کیونکر ثبوت ملتا ہے - امید ہے کہ آپ مجھے جواب سے محروم نہ رکھیں گے ۔

محمد شریف الخوت غیر احمدی قریشی - مقام اڑہ - ضلع جہلم

افغانستان سے شرائط امن

مندرجہ ذیل شرائط عہدنامہ امن ہیں۔ جن پر ۸ - اگست کو بمقام راولپنڈی دستخط ہوئے ہیں۔

عہدنامہ امن مابین دولت عظیمہ برطانیہ و دولت خودمختار افغانستان جو ۸ - اگست مطابق ۱۱ - ذیقعدہ کو بمقام راولپنڈی طے ہوا۔

مندرجہ ذیل شرائط پر بحالی امن کے لئے مابین برٹش اور افغان گورنمنٹوں کے اتفاق قرار پایا۔

دفعہ اول۔ اس عہدنامہ کے دستخط کرنے کی تاریخ سے ایک طرف برطانیہ دوسری طرف دولت افغانیہ کے درمیان امن ہوگا ؛

سامان جنگ براستہ ہندوستان منگانا بند

دفعہ دوم۔ بلحاظ ان حالات کے جن کے درمیان برٹش اور افغان گورنمنٹوں کے درمیان موجودہ لڑائی پیدا ہوئی ہے۔ برٹش گورنمنٹ اپنے اظہار ناراضگی کے لئے اس رعایت کو واپس لیتی ہے۔ کہ جس کے روسے سابقہ امیران افغانستان اسلحہ گولہ بارود و دیگر سامان جنگ افغانستان کے لئے ہندوستان کے رستہ سے منگوایا کرتے تھے ؛

زر امداد بند

دفعہ سوم۔ سابق امیر کے زر امداد کی رقم کا بقایا جو ابھی ادا نہیں کیا گیا تھا وہ بھی ضبط کیا جاتا ہے۔ اور موجودہ امیر کو کوئی رقم امداد عطا نہیں کی جاتی ؛

چھ ماہ بعد مفصل گفتگو برٹش کمیشن حدبندی کریگا

دفعہ چہارم۔ ساتھ ہی برٹش گورنمنٹ اس قدیم دوستی کو پھر بحال کرنے کی خواہشمند ہے۔ جو اتنی مدت درمیان افغانستان اور انگلستان کے قائم رہی ہے۔ بشرطیکہ برٹش گورنمنٹ کو اس بات کی ضمانت دی جائے۔ کہ گورنمنٹ افغانستان اپنی طرف سے صدق دلی سے برٹش گورنمنٹ کی دوستی حاصل کرنے کی خواہشمند ہے۔ اس کے لئے برٹش گورنمنٹ آمادہ ہے۔ بشرطیکہ افغانستان گورنمنٹ یہ بات اپنے افعال اور چلن سے ثابت کرے کہ چھ ماہ کے بعد ایک اور افغان مشن اس لئے قبول کرے کہ دونوں گورنمنٹوں کے مابین عام دلچسپی کے معاملات پر بحث اور فیصلہ کرے۔ اور پرانی دوستی کو قابل اطمینان بنیاد پر پھر قائم کرے۔ افغان گورنمنٹ ہندوستانی افغانی سرحد کو جس کو امیر سابق نے منظور کیا تھا۔ قبول کرتی ہے نیز وہ تسلیم کرتی ہے کہ ایک برٹش کمیشن جلدی ہی اس حصہ سرحد کی حد بندی کرے۔ جو خیبر کے مغرب میں ہے اور جس کی کہ حدبندی نہیں ہوئی۔ اور جہاں کہ حال میں افغانی پیشقدمی عمل میں آئی تھی۔ اور وہ ایسی حدبندی کو تسلیم کرتی ہے۔ جو برٹش کمیشن کریگی۔ برٹش افواج اس طرف اپنے موجودہ مقام پر مقیم رہینگی۔ جب تک کہ ایسی حدبندی طے ہو جائے ؛

عہدنامہ پر دستخط کس طرح ہوئے

سول ملٹری گزٹ کا نامہ نگار لکھتا ہے، کہ ۸ - اگست کو عہدنامہ امن کی تکمیل کا راز اس طرح خفیہ رکھا گیا تھا کہ سر ہملٹن گرانٹ کے ہمراہیوں کے سوائے کسی کو کانوں کان راولپنڈی میں خبر نہ تھی۔ بلکہ خود افغانوں کو بھی خبر نہ تھی کہ کانفرنس آخری مرتبہ آج منعقد ہوئی ہے۔ تمام عرصہ گفتگو میں بڑی بے چینی رہی تھی۔ اور معلوم نہیں تھا کہ کونسا نیا مطالبہ پیش کریں جب افغان سفرا آئے۔ تو وہ سب نئی سفید وردی میں تھے۔ جو کہ ہمارے سفید ایڈریس کی صحیح نقل تھی اور کئی ایک نے تمغے لگائے ہوئے تھے۔ انگریزی نمایندے ایک بڑی میز کے ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ اور افغان نمایندے ان کے مقابل تھے۔ سر ہملٹن گرانٹ نے کہا کیا ہم دستخط کریں۔ سردار علی احمد نے رضامندی کے لئے سر ہلایا۔ اور سر ہملٹن اور سردار موصوف نے عہدنامہ کی دو نقلوں پر دستخط کئے۔ افغانوں نے اپنی نقل احتیاط سے ایک ٹین کے کیس میں رکھ لی۔ دستخط کی رسم جو فلیگ سٹاف ہوس کی کونسل روم میں عمل میں آئی بالکل سادہ تھی ؛

سر ہملٹن گرانٹ کی تقریر

راولپنڈی ۸ - اگست عہدنامہ کے دستخط ہو جانے کے بعد سر ہملٹن گرانٹ نے حسب ذیل تقریر کی :-

میرے دوستو! آج ہم نے ایک عہدنامہ امن پر دستخط کئے ہیں۔ جس نے کہ ایک بے لگام اور غیر نافع لڑائی کا خاتمہ کر دیا ہے۔ ہم بھروسہ رکھتے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ اور افغان گورنمنٹ کے مابین عنقریب نئے سرے سے دوستی کا راستہ تیار کر دیگا۔ اور ہم اس طرح ایک ذریعہ بنے ہیں۔ کہ آیندہ خونریزی اور وسیع تباہی کو روک دیں۔ دونو فریقوں کے لئے شکرگذاری سے پُر خیال ہوگا۔ جس عہدنامہ پر ہم نے دستخط کئے ہیں۔ ایک مشکل مسئلہ کا فوری حل ہے اس سے فوراً امن حاصل ہوتا ہے۔ اور بعد میں دونو گورنمنٹوں کے مابین دوستی کے از سر نو قائم کرنے کا دروازہ کھلا رکھا جاتا ہے۔ میں نے پورے طور پر زبانی اور تحریر میں ظاہر کر دیا ہے کہ کن خاص طریقوں سے افغان گورنمنٹ اپنے خیالات کی صداقت دکھلا سکتی ہے میں بھروسہ رکھتا ہوں کہ وہ نہایت سنجیدگی سے ان امور پر غور کرینگے۔ اور ایسے طریقے اختیار کرینگے جن سے انگریزی دوستی کی تجدید ہو سکتی ہے۔ مع ان فوائد کے جو ان سے حاصل ہوتے ہیں۔ مگر افغان گورنمنٹ کو اس بارہ میں سچے دل سے کوشش کرنی چاہیئے۔ اس بارہ میں کوئی خفیہ سازش کی سوئیاں چبھونے کا سا کام نہ ہونا چاہیئے کہ جن سے زمانہ گذشتہ میں بارہا دولتین کے تعلقات کشیدہ رہے ہیں۔ اگر افغان گورنمنٹ پورے دل کے ساتھ مدد دے گی۔ تو ہم بھی پورے دل سے دوستی کرینگے علاوہ مسئلہ امن کے عالی حوصلگی سے سلوک کرنے میں جیسا کہ حال میں برٹش گورنمنٹ نے کیا ہے۔ ملک معظم کی گورنمنٹ نے ان خیالات شکرگذاری کو دل میں رکھا ہے جو امیر مرحوم ہز مجسٹی سراج الملت والدین سے انہیں تھے کہ جس بیگے دانشمندانہ تدبر نے اس جنگ عظیم کے دوران میں افغانستان کی ناطرفداری کو کامیابی سے قائم رکھا۔ اس گورنمنٹ کے لئے یہ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ امیر مرحوم نے قبل اس کے کہ ہم اس کی نمایاں قدردانی کا اظہار کرتے۔ انتقال کیا۔ اندریں حالات وہ اب خواہشمند ہیں کہ نرمی اور ہمدردی سے اس ملک اور وہاں کے باشندوں سے سلوک کریں کہ جسکی بہتری اسے سب سے مقدم منظور خاطر

تھی۔ اور اس کے بیٹے کو اپنے باپ کے قدم بقدم چلنے کا موقعہ دیں۔

میرے دوستو! پیشتر اس کے کہ ہم علیحدہ ہوں۔ مجھے تمہارا احباب کے لئے شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ کہ تم نے نہایت خوش اخلاقی سے اس گفتگو میں مدد دی ہے۔ ہمارے درمیان شروع سے آخر تک ناگزیر اور متواتر اختلافات رہے ہیں۔ لیکن آپ صاحبوں نے ایک منٹ کے لئے بھی جو کچھ کہ ہم کہنا چاہتے تھے۔ اس کے صبر کے ساتھ سننے سے تامل نہیں کیا۔ گو آپ کی حالت اکثر بہت مشکل سی رہی ہے۔ لیکن آپ نے کبھی غیر ضروری اظہار حرارت سے ہمارے مباحثات میں بدمزگی نہیں پیدا ہونے دی۔ اور جب کبھی ہم سوشل تعلقات سے ملے ہیں تو آپ نے بھی انتہائی خوش اخلاقی کا ہم سے برتاؤ کیا ہے۔

وائسرائے ہند کا پیغام

اخیر میں مجھے ابھی شملہ سے ایک تار خبر ملی ہے کہ جس میں مجھ سے خواہش کی گئی ہے کہ میں ہز اکسیلنسی وائسرائے ہند کی طرف سے خدا حافظ اور رخصتی مبارکباد نمائندوں کی خدمت میں پہونچاؤں۔ اور آپ کی اس مطلب کی خواہشات کہ آپ لوگ کابل کو بخیریت روانہ ہوں۔ وائسرائے ہند نے یہ بھی خواہش کی ہے۔ کہ آپ لوگ مہربانی سے ایک پیغام ان کی طرف سے امیر صاحب کی خدمت میں اس دلی اطمینان کے اظہار کا پہونچا دینگے کہ افغانستان اور ہندوستان کے مابین پھر امن بحال ہو گیا ہے۔ ہز اکسیلنسی کو بھروسہ ہے کہ عہد نامہ امن جواب مکمل ہوا ہے۔ مناسب وقت کے اندر ایک ایسے عہد نامہ کی تمہید ثابت ہو گا۔ جو ایک مرتبہ پھر ان دونوں پرانے دوستوں اور ہمسائیوں کے مابین دوستی کے تعلقات کو زیادہ قریب کردیگا۔

سردار علی احمد خان نے اپنے جواب کے دوران میں کہا۔ افغانستان کی دوستی برطانیہ کلاں کیلئے اتنی ہی ضروری ہے جیسی کہ انگلستان کی دوستی افغانستان کیلئے ہے۔

افغان نمائندوں کی روانگی

یہ کارروائی ختم ہونے کے بعد معمولی مراسم رخصتانہ شروع ہوئیں۔ اور افغان نمائندے اپنی موٹر کاروں میں روانہ ہو گئے۔

سرحدی کمیشن

شملہ ۹۔ اگست۔ مسٹر جے۔ ایل مافی سی آئی ای افغان سرحدی کمیشن کے افسر اعلےٰ ہونگے۔ جو عنقریب اپنی کارروائی شروع کرنے والی ہے۔ ہمعصر سول کے نامہ نگار نے اطلاع دی ہے کہ یہ سرحد سسوبی پلوچی تک ہے جو دریائے کابل پر واقع ہے۔ حد کے مینار قائم کئے جائینگے۔ ایک افغان افسر کو کمیشن کی کارروائی دیکھنے کی اجازت دی جائے گی۔ مگر وہ کمیشن کا ممبر نہ ہو گا۔

افغانی نمائندے

۱۰۔ اگست کو ڈکہ میں سے گذرے صلح کی خبر جلال آباد میں گرم جوشی سے سُنی گئی ہے۔

اشتہارات

شایع ہو گئی

احمدی حمائل شریف مترجم

جس کا ترجمہ باوجود تحت اللفظ ہونیکے بامحاورہ بھی ہے ہر لفظ کا ترجمہ اس کے نیچے ہے ایک مبتدی بغیر استاد کے بآسانی ترجمہ قرآن کریم پڑھ سمجھ سکتا ہے ۔ مستند علمائے سلسلہ کا مصدقہ اور ترمیم شدہ ہے جو ہر طرح سے قابل وثوق ہے ہر آیت کے ساتھ دوسری متعلقہ آیات کو جمع کیا گیا ہے ۔ جو ایک دوسری کی تفسیر کا کام دیتی ہیں ۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام کتب کے حوالجات ہر آیت کے ساتھ معہ صفحات دئے ہیں جس کی تفسیر حضرت صاحب نے اپنی کتب میں فرمائی ہے ۔ مضامین قرآنی کی نہایت لطیف فہرست ۔ سب امور بڑی محنت اور جانفشانی سے مرتب کئے گئے ہیں ۔ معیار تفسیر صحیح و طریق تلاوت فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و حضرت خلیفہ اول رض و حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ و فہرست مقطعات مع معانی ۔ غرضکہ یہ حمائل شریف اپنی بے نظیر خصوصیات کی وجہ سے ہر احمدی کے پاس ہونی ازبس ضروری ہے ۔ تقریباً تمام سابقہ خریداروں کے پاس جا چکی ہے ۔ باقی احباب جلد منگوالیں ۔ قیمت عام للعہ ۔ مجلد و سنہری عہ ۔ مجلد اعلیٰ و سنہری مع سفید اوراق جو ہر صفحہ کے بعد بغرض نوٹ وغیرہ لگائے گئے ہیں ۔ ہیر ولایتی کاغذ مجلد اعلیٰ عہ ۔ ان میں تھوڑی تعداد کی گنجائش ہے ۔

رعایت بقر عید تک

صرف خریداران حمائل کو مندرجہ ذیل کتب نصف قیمت پر دی جائینگی بشرطیکہ فرمائش دو روپیہ سے کم نہ ہو ۔

تصانیف حضرت مسیح موعود					
اڑے وقت کی دعا ۱ر	پیغام امام ۳ر	زندہ مذہب ۲ر	مسلمانوں کی حالت زار	اصل قیمت ۱۲ر مگر	پر نہایت آب و تاب
اکیلے وقت کی دعا ۱ر	لا الہ الا اللہ ۳ر	تردید کلمۃ الفصل حمائل	پر نظم حضرت مسیح موعود	خریداران حمائل شریف	سے پہلے سے
الیس اللہ بکاف عبدہ	لیکچر سیالکوٹ ۲ر	پارہ اول ۱ر	فی سینکڑہ ۱۲ر	سے ۱۰ر	ڈیوڑھا گنا میں چھپایا
رنگین کاغذ ۱ر	آخری لیکچر ۱ر	صداقت اسلام ۲ر	سرمہ چشم آریہ	ان کتابوں پر کوئی	گیا ہے ۳ر
دُر مکنون عہ	اسلامی اصول کی فلاسفی ۱ر	شہادت لیکھرام بقیہ	جو سال بھر سے ختم شدہ	رعایت نہیں ہوگی	قاعدہ یسرنا القرآن
	خطبہ عید الفطر ۱ر	فی سینکڑہ عہ	ہے پرانے چھپے	چیلنج درباره امام الزمان	مکمل بہر حصہ اول
	منصب ... النبوۃ فی القرآن ۲ر	بادہ ... مسلمان ... پر دلائل فی سینکڑہ ...	چند جلدیں میسر آئی ہیں	اب بار ... ولایتی کاغذ	علاوہ ازیں سلسلہ احمدیہ

... کی ہر قسم کی کتب پتہ ذیل سے طلب کریں ۔

محمد فخر الدین ملتانی ۔ مہتمم احمدیہ بک ایجنسی قادیان

ضرورت نکاح

بوجہ غیر احمدی رشتہ داروں میں شادی ہو جانے کے بندہ تکلیف میں ہے اب ارادہ احمدی خاندان میں نکاح ثانی کا ہے اگر قادیان یا دیگر احباب تعلقات پیدا کرنا چاہیں ۔ تو پتہ ذیل پر خط و کتابت کریں خاکسار موضع دہرم کوٹ بگہ ضلع گورداسپور کا باشندہ ہے ۔ عمر ۳۲ سال ہے ۔ تنخواہ فیلڈ پر ۱۵۰ کے قریب ملتی ہے ۔ رشتہ بیوہ یا کنوارا ہو ۔

شیخ عبد الحمید پوسٹل کلرک بمقام ہرنائی براستہ کوئٹہ ملک بلوچستان

نہایت عمدہ ٹسری مال

بھاگلپور کا نہایت عمدہ ٹسر کا مال پگڑی ہر قسم کوٹ اور قمیص کا کپڑا میں نے احباب کے فائدہ کیلئے منگوایا ہے ۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور حضرت سید سرور شاہ صاحب جس قسم کی ٹسر پگڑی باندھتے ہیں اس قسم اور دوسرے رنگوں کی بکفایت مہیا کی جا سکتی ہیں جو صاحب جس قسم کی پگڑی یا کوٹ قمیص کا کپڑا منگوانا چاہیں خاکسار کو اطلاع دیں ۔ نیز سلسلہ احمدیہ کی ہر قسم کی کتب مجھ سے منگوائیں

المشتہر ۔ محمد عامل بھاگلپوری قادیان ضلع گورداسپور

رفیق حیات

مایوس العلاج مریضوں کو بھی ہمدردی اور دیانتداری کے ساتھ مفت مشورہ دینے کے علاوہ علمی ۔ طبی ۔ اخلاقی علوم پر بحث کرنیوالا ماہواری رسالہ ہے جو ہر ماہ کی ۲۵ تاریخ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے اطبا کو خصوصاً اور دوسرے اصحاب کو عموماً اس رسالہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اس کا سالانہ چندہ صرف دو روپیہ ہے ۔ نمونہ کیلئے ۲ کے ٹکٹ آنے چاہئیں

ملنے کا پتہ :- رفیق حیات قادیان (پنجاب)

خصوصیات اسلام

مصنفہ میر محمد اسحق صاحب ۔ یہ ۴۸ صفحہ کا رسالہ نہایت عمدہ سفید کاغذ پر چھپوا کر شائع کیا ہے ۔ میر صاحب موصوف نے اس رسالہ میں اسلام کی وہ خصوصیات بیان فرمائی ہیں ۔ جن سے دوسرے مذاہب محروم ہیں ۔ قیمت ۲ر ۔ نماز مترجم ۔ مصدقہ علمائے قادیان اس میں ہر قسم کی نماز تفصیل کیساتھ جیبی تقطیع پر عمدہ طور پر چھاپی گئی ہے قیمت ۱ر ۔ سلسلہ دینیہ نمبر ۱ ۔ احمدی بچوں کے لئے اردو کا قاعدہ پڑھنے کے بعد گویا اردو کی پہلی کتاب ہے مذہبی اخلاقی باتیں درج ہیں قیمت ۲ر ملنے کا پتہ :- محمد یٰسین تاجر کتب قادیان

سامان ہائے سکول و دفاتر کے لئے احمدیوں کا

اپنا کارخانہ

احمدی بھائیوں کی خدمت میں جو کہ سکولوں یا دفاتر میں دسترس رکھتے ہوں ۔ اطلاع دیجاتی ہے کہ کارخانہ ہذا میں حسب ذیل چوبی سامان بنکر تیار رہتا ہے ۔

(۱) سنگل ڈیسک　(۷) سائنس المارہ
(۲) ٹیچر ڈیسک　(۸) ایوانگ ریک شلیف
(۳) ڈیول ڈیسک　(۹) میپ ریک
(۴) اسٹول　(۱۰) میپ سٹینڈ
(۵) لیکچر گیلری　(۱۱) بال فریم
(۶) سائنس ٹیبل　(۱۲) فائل باسکٹ

بوقت ضرورت طلب فرماویں ۔ ملنے کا پتہ :-
ایم شیخ احمد اینڈ سنز کشمیر سٹیٹ ورکس ایبٹ ، ... نوی

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کے لئے شائع ہوا)